صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 04, Issue 04 (October-December 2025)

تعلیمِ قرآن میں تجوید و ترتیل کی اہمیت اور عصری تقاضے تحقیقی مطالعہ

The Importance of Tajweed and Tartil in Quranic Education and its Contemporary Requirements: A Research Study

Hafiz Muhammad Amar
PhD Research scholar, Department of Islamic Studies, LLU
amar.isl@leads.edu.pk

Dr. Abdul Raouf Usmani
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, LLU
drabdulraouf.isl@leads.edu.pk

Abstract
This research study explores the significance of *tajweed* (rules of correct pronunciation) and *tartil* (measured recitation) in Quranic education, emphasizing their necessity in both classical and contemporary contexts. The Quran, as divine guidance for humanity, requires not only understanding but also proper recitation that preserves the sanctity of its words. Drawing upon Quranic verses, Prophetic traditions, and scholarly interpretations, the article highlights how accurate articulation, pauses, intonation, and adherence to phonetic rules are integral to fulfilling the rights of the Quran. The study underscores that neglecting tajweed alters meanings and diminishes the spiritual impact of recitation, while tartil ensures clarity, reflection, and emotional resonance. Furthermore, it addresses modern challenges in Quranic pedagogy, where rote learning often overlooks phonetic precision, and stresses the responsibility of educators and parents to instill authentic recitation practices. By situating tajweed and tartil within the broader framework of Islamic scholarship and contemporary educational needs, the article affirms their role as essential components of Quranic transmission, spiritual enrichment, and preservation of linguistic integrity.

Keywords: *Quran, Hadith, Tajweed, Contemporary Requirements*

قرآنِ کریم وہ مقدس کتاب ہے جو خالقِ کائنات کی نازل کردہ ہے اور ساری انسانیت کے لیے ہدایت کا سرچشمہ اور نور کی روشنی ہے۔ یہ آسمانی کتاب مکمل ضابطۂ حیات ہے اور آخرت میں نجات کی ضامن ہے۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اس نے اقوام کی ترقی اور تنزلی میں فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے۔ خلیفۂ راشد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیثِ مبارکہ میں سرکار ابد قرار علیہ التحیۃ والثناء ارشاد عالم کے نزدیک تو قرآن ہی ان کی آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ دونوں جہانوں کے خالق نے اسے اہلِ ایمان کے لیے شفا اور رحمت بنایا ہے؟ جب اہلِ ایمان کے سامنے قرآنِ کریم کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کا ایمان پھلتا پھولتا ہے اور بڑھتا ہے۔ لیکن جو لوگ قرآن کی تعلیم کو اس کی معانی تک سمجھنے کی سطح تک حاصل کرنے سے قاصر ہیں اور وہ تمام والدین جن کے دلوں میں ذرّہ بھر بھی ایمان کی چنگاری موجود ہے، یہ خواہش ضرور رکھتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ قرآن کی تعلیم سے اپنے بچوں کو آراستہ کریں تاکہ وہ قرآنِ کریم کی برکتوں اور عطاؤں سے بالکل محروم نہ رہیں۔ ارشاد ہے کہ "حق تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند فرماتا ہے اور کتنوں کو ذلیل وخوار فرماتا ہے"۔[1]

اے مسلمانو! جس طرح قرآن کے معانی سے آگاہ رکھنے والوں کی فضیلت نبی کریم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ میں ذکر ہوئی ہے، اسی طرح قرآنِ کریم کے الفاظ کی سطح پر اس سے واقفیت رکھنے والوں کی عظمت کے بھی یہ احادیث گواہ ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ، جو خود قرآن کی عملی تصویر تھے، نے فرمایا: الماہر بالقرآن مع السفرة البررة و الذی یقرأ القرآن و یتعتع فیه و ہو علیه شان فله اجران[2]

"جو شخص قرآن کا ماہر ہے (یعنی اسے بہتر طریقے سے پڑھتا ہے) وہ ان بزرگ اور نیک فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو (اللہ کے حضور) حاضر رہتے ہیں، اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس میں لڑکھڑاہٹ کے ساتھ مشقت کرتا ہے اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔"

[1] القشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، کتاب صلاۃ المسافرین۔ ۱۹۳۴، الناشر: دار الجیل–بیروت الطبعة:1334ھ۔

[2] ابو عبداللہ، محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، **سنن لابن ماجہ**، باب من تعلّم القرآن وعلّمه، ج: 1، ص:19، دار الرسالة العالمیة، الطبعة: الأولی، 1430ھ

تجوید کی تعریف:

هوالعلم الذي يُعرف بهٖ كيفيّة نطق كلّ حرفٍ واخراجهٖ من مخرجهٖ الصحيح أثناء تلاوة القرآن الكريم[3]۔

یعنی: تجوید سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعے تلاوتِ قرآن کریم کے دوران ہر ہر حرف کے درست تلفظ اور صحیح مخرج سے اس کی ادائیگی کا طریقہ سیکھا جاتا ہے۔

"تجوید" وہ علم ہے جس کے ذریعے قرآنِ پاک کے الفاظ اور حروف کی درست ترین ادائیگی کے ساتھ ساتھ آیات و جملوں پر وقف و ابتدا کے قواعد سیکھے جاتے ہیں۔ اس علم کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ ہر زبان کی اپنی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں جن میں سے ایک اس کا خاص لہجہ اور انداز بیان ہے جو اسے دیگر زبانوں سے ممتاز کرتا ہے۔ یہی لہجہ کسی زبان کی شیرینی، وسعت اور نزاکت کو ظاہر کرتا ہے۔

جہاں تک لہجہ اور انداز قائم رہے، زبان دلچسپ اور سریلی معلوم ہوتی ہے اور جب لہجہ بدل جاتا ہے تو زبان کی امتیازی خصوصیت ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا کسی بھی زبان کو سیکھتے اور بولتے وقت یہ ضروری ہے کہ اس کے الفاظ کو اسی طرح ادا کیا جائے جس طرح اس کے مقامی بولنے والے ادا کرتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہو، ان کے خاص لہجے کو برقرار رکھا جائے۔ تجوید کے بغیر زبان تکنیکی طور پر تو وہی رہتی ہے لیکن مقامی بولنے والے اسے زبان ہی کی بگاڑ سمجھیں گے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ [4]

”اے ہمارے رب! اور ان میں ایک رسول انہیں میں سے بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب اور دانائی سکھائے اور انہیں پاک کرے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔“

---

[3] السیوطی، جلال الدین، الاِتقان فی علوم القرآن، ج:۱، ص:۲۹۳، دار الفکر–بیروت۔

[4] البقرہ ۱۲۹

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ [5]

اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا (وہ) ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

قرآن کریم اللہ عز وجل کا کلام ہے اس کے حقوق میں ایک اہم ترین اور اولین حق یہ ہے کہ صحت الفاظی اور ضروری قواعد تجوید کی رعایت کرتے ہوئے اس کی تلاوت کی جائے۔

قران میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيْلًا "[6]۔ (ہم نے اسے ترتیل کے ساتھ نازل کیا ہے)۔

اس سے واضح ہے اور ترتیل ہی کہ ساتھ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا"[7]۔ (اور قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو)۔

ترتیل کی تفسیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق حروف کو تجوید کے ساتھ پڑھنا اور وقفوں کی معرفت ہے تو ترتیل سے قرآن کریم پڑھا جائے گا تب ہی اس کی تلاوت کا حق ادا ہو گا اور ایسی ہی تلاوت پر حسنات اور انعامات خداوندی کا وعدہ ہے؛ لیکن اگر تلاوت تجوید کی رعایت کے ساتھ نہیں بلکہ اس کے خلاف ہے تو اس سے تلاوت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

---

5 آل عمران ۱۶۴

6 الفرقان:۲۸

7 المزمل:۴

۱۳ابو داود، سلیمان بن اشعث ا، **سنن ابی داود**، استحباب الترتیل فی القرآت، حدیث نمبر:۱۲۵۶، مکتبہ رحمانیۃ، لاھور ،پاکستان

تلفظ و لہجہ سیکھنے کی اہمیت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ایک دن حضور ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ اتنے میں آپ پر کچھ اونگھ سی طاری ہوئی، پھر آپ نے مسکراتے ہوئے سرِ مبارک اٹھایا۔ بعض روایات میں ہے کہ لوگوں نے پوچھا آپ کس بات پر تبسم فرما رہے ہیں؟ اور بعض میں ہے کہ آپ نے خود لوگوں سے فرمایا اِس وقت میرے اوپر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر آپ نے سورۂ کوثر پڑھی[8]۔

نبی ﷺ جب قرآن پڑھنا شروع فرماتے تو ترتیل سے یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے: آپ صلی ﷺ اللہ تعالی کے ان ارشادات کو بخوبی بجالاتے تھے: "وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا"[9] ترجمہ: اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

وَقُرْآنًا فَرَقْنَاه لِتَقْرَأَه عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاه تَنزِيلًا[10]

ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اُتارا ہے۔ "لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ"[11] ترجمہ: اور (اے محمد ﷺ) وحی کے پڑھنے کے لئے اپنی زبان نہ چلایا کرو کہ اس کو جلد یاد کر لو۔ الغرض آپ ﷺ قرآن کو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے، تاکہ امت پر ظاہر ہو جائے کہ وہ قرآن کس طرح پڑھیں، اور کس طرح سمجھیں۔ نبی ﷺ کی قرأت واضح ہوتی تھی، آپ تلاوت فرماتے تو ہر حرف کو جدا جدا ادا فرماتے، پڑھنے میں عجلت نہیں فرماتے اور آپ ﷺ ہر آیت پر وقف فرماتے تھے[12]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھتے ہوئے ہر آیت پر وقف کرتے تھے یعنی اس طرح پڑھتے الحمدللہ رب العالمین پھر ٹھہرتے، پھر پڑھتے الرحمن الرحیم

---

[8] القشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، ج:۲، ص:۴۰۰، الناشر: دار الجیل-بیروت الطبعۃ:1334ھ۔

[9] المزمل:۴

[10] سورۃ الإسراء

[11] سورۃ القیامہ:۱۶

[12] اسنادہ صحیح قال الالبانی صفۃ صلاۃ ص:۱۲۴

پھر رکتے اور پھر پڑھتے **ملک یوم الدین** (اور پھر ٹھہرتے[13]) ۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگرچہ آیت کا تعلق مابعد سے کیوں نہ ہو پھر بھی آیت کے آخر میں وقف کرنا افضل ہے، اور بعض قراء کا یہ خیال ہے کہ آیت کے آخر میں وقوف کے موقع پر اغراض و مقاصد آیات کا لحاظ رکھنا چاہیے ، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی اتباع اور آپ کی سنت پر عمل کرنا ہی اولی وافضل ہے[14]۔

نبی ﷺ کی ٹھہر ٹھہر کر پڑھی جانے والی چھوٹی سورت بھی غیر ترتیل سے پڑھی جانے والی طویل

تھے پس آپ اسے اس قدر ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے کہ وہ سورت اس کے مقابلے (قرآن کی دیگر)طویل سورتوں سے طویل ہو جاتی تھی۔مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اس سورت کو پڑھنے کی مدت اتنی لمبی ہو جاتی تھی کہ اگر اس سے طویل سورت کو غیر ترتیل سے پڑھا جائے تو اس کا پڑھنا ختم ہو جائے[15]۔

ایک اور حدیث میں ہے: زَيِّنُوالْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ "[16]۔

اپنی آواز سے قرآن کو مزین کرو۔

حَسِّنُو الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُالْقُرْآنَ حُسْنًا"[17]۔ "

اچھی آواز سے قرآن کو پڑھو کیونکہ اچھی آواز قرآن کریم کے حسن کو بڑھا دیتی ہے۔

اِقْرَؤُالْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتَهَا"[18]۔ قرآن کریم کو عربی لحن میں پڑھو۔"

---

[13] رواہ الترمذی، **سنن ترمذی** ۲۹۲۷ و صحیح الالبانی،:دار الغرب الإسلامي–الطاف اینڈ سنز، کراتشی باکستان، 2009 ء۔

[14] جوزی، حافظ محمد ابن قیم، **زادالمعاد**، ج:۱، ص:۳۲۷، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، ۲۰۱۸۔

[15] تحفۃ الاحوذی، ج:۳، ص:۱۱

[۴] البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسنین بن علی، **شعب الایمان**، استحباب الترتیل فی القرآت، حدیث نمبر:۱۲۵۶

[17] البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسنین بن علی، **شعب الایمان**، استحباب الترتیل فی القرآت، حدیث نمبر:۱۲۵۶

[18] غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، **احیاء علوم الدین**، الباب وھی عشرۃ، ج:۱، ص:۲۸۴، مملکۃ العربیۃ السعودیۃ جدہ، ۲۰۰۸ء۔

مجلۃ المنار، **الحکمۃ فی انزال القرآن**، ج:۸، ص۲۵۸، المکتبۃ الوقفیہ للکتب۔[18]

ایک دوسری حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:خیرکم من تعلم القرآن و علمه[19] (تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:یا ابا ذرٍّ لان تغدو فتعلم آية من كتاب الله خير لک من ان تصلى مائة ركعة [20]۔

اے ابوذر!تم جاکر قرآن پاک کی ایک آیت سیکھو تو یہ نوافل کی سو رکعتوں سے بہتر ہے۔ نیز جمع الفوائد میں طبرانی سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں سرکار دوعالم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہً قرآن شریف سکھاتا ہے اس کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (مراد گناہ صغیرہ ہے، یاکبیرہ بشرط توبہ)احیاءالعلوم کی شرح میں ان لوگوں کی فہرست میں جو قیامت کے خوفناک دن میں عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے ان لوگوں کو بھی شمار کیاہے جو بچپن میں قرآن کریم سیکھتے ہیں اور بڑے ہو کر اس کی تلاوت کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات اور احادیث مبارکہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کا سیکھنا ،سکھانا اور اس کی تلاوت سعادتوں کا خزینہ اور برکتوں کا گنجینہ ہے ۔ لیکن آیئے ہم سنجیدگی کے ساتھ اس حقیقت کا بھی جائزہ لیں کہ تعلیم قرآن سے کیا مراد ہے ؟ وہی تعلیم جو ہمارے درمیان بالعموم رائج ہے ، جس تعلیم کے ذریعہ ہمارا بچہ مخارج کی تصحیح اور حروف کی تجوید پر قادر نہیں ہو پاتا ہے ۔ کیا اگر ہم مخارج کی تصحیح اور حروف کی تجوید کے بغیر قرآن سیکھتے ہیں اور تلاوت کرتے ہیں تو ہم ان تمام نعمتوں سے اپنے دامن کو بھر سکتے ہیں جن کا ابھی ابھی احادیث میں تذکرہ ہوا ہے ؟ تو لیجئے ملاحظہ کیجئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد"و رتــل القــرآن تــرتيلا[21] "قرآن کریم کی اس آیت کے ذیل میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ

---

[19] البخاری، محمد بن اسماعین،، **صحیح البخاری**،باب فضائل القرآن،ج:۲۱،ص:۵۰۲۷،دار طوق النجاۃ،الطبعۃ:الاولی، 1422ھ

[20] ابوعبد اللہ، محمد بن یزید قزوینی، **سنن ابن ماجه**،،جلد ا،رقم الحدیث ۲۲۴،دار الرسالۃ العالمیۃ،الطبعۃ:الاولی،1430ھ

[21] المزمل:۴

اپنی شہرۂ آفاق تفسیر خزائن العرفان میں تحریر فرماتے ہیں : رعایت وقوف اور ادائے مخارج کے ساتھ، تابہ امکان صحیح ادا کرنا نماز میں فرض ہے[22]۔

شریعت مطہرہ میں کئی چیزوں کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کو ترتیل کہتے ہیں۔

(۱) حرفوں کو صحیح نکالنا یعنی انکے مخرج سے پڑھنا تاکہ طاء کی جگہ تاء اور ضاد کی جگہ ظاء نہ نکلے۔

(۲) وقوف کی جگہ پر اچھی طرح سے ٹھہرنا تاکہ کلام کا وصل و قطع بے محل نہ ہو جائے۔

(۳) حرکتوں میں اِشباع کرنا یعنی زبر زیر پیش کو اچھی طرح ظاہر کرنا،

(۴) آواز کو تھوڑا سا بلند کرنا تاکہ کلام پاک کے الفاظ زبان سے نکل کر کانوں تک پہونچیں اور وہاں سے دل پر کریں۔

(۵) آواز کو اس طرح سے درست کرنا کہ اس میں درد پیدا ہو جائے اور دل پر جلدی اثر کرے۔

(۶) تشدید اور مد کو اچھی طرح ظاہر کرنا کہ اس سے قرآن کریم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں معاون ہے (۷) آیاتِ رحمت و عذاب کا حق ادا کرنا (تفسیر عزیزی آیت ترتیل) نیز حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ حضور آقائے دوعالم اقرآن مجید کس طرح تلاوت فرمایا کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا کہ سب حرکتوں کو بڑھاتے اور ایک ایک حرف واضح طور سے الگ ظاہر ہوتا تھا۔

تلفظ ولہجہ سیکھنے پر فرمان نبوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ایک دن حضور ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ اتنے میں آپ پر کچھ اونگھ سی طاری ہوئی، پھر آپ نے مسکراتے ہوئے سرِ مبارک اٹھایا۔ بعض روایات میں ہے کہ لوگوں نے پوچھا آپ کس بات پر تبسم فرما رہے ہیں؟ اور بعض میں ہے کہ آپ نے خود لوگوں سے فرمایا اِس وقت میرے اوپر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر آپ نے سورۂ کوثر پڑھی[23]۔

---

22 مراد آبادی، سید نعیم الدین، **تفسیر خزائن العرفان**، ج:۲، ص:۴۴

23 القشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، ج:۲، ص:۴۰۰، الناشر: دار الجیل-بیروت الطبعۃ:1334ھ۔

نبی ﷺ جب قرآن پڑھنا شروع فرماتے تو ترتیل سے یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے: آپ صلی ﷺ اللہ تعالی کے ان ارشادات کو بخوبی بجالاتے تھے: "وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا"[24] ترجمہ: اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا[25]

ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اُتارا ہے۔ "لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ"[26] ترجمہ: اور (اے محمد ﷺ) وحی کے پڑھنے کے لئے اپنی زبان نہ چلایا کرو کہ اس کو جلد یاد کر لو۔ الغرض آپ ﷺ قرآن کو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے، تاکہ امت پر ظاہر ہو جائے کہ وہ قرآن کس طرح پڑھیں، اور کس طرح سمجھیں۔ نبی ﷺ کی قرأت واضح ہوتی تھی، آپ تلاوت فرماتے تو ہر حرف کو جدا جدا ادا فرماتے، پڑھنے میں عجلت نہیں فرماتے اور آپ ﷺ ہر آیت پر وقف فرماتے تھے[27]۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھتے ہوئے ہر آیت پر وقف کرتے تھے یعنی اس طرح پڑھتے الحمدللہ رب العالمین پھر ٹھہرتے، پھر پڑھتے الرحمن الرحیم پھر رکتے اور پھر پڑھتے ملک یوم الدین (اور پھر ٹھہرتے[28]) ۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگرچہ آیت کا تعلق مابعد سے کیوں نہ ہو پھر بھی آیت کے آخر میں وقف کرنا افضل ہے، اور بعض قراء کا یہ خیال ہے کہ آیت کے آخر میں وقوف کے موقع پر اغراض و مقاصد آیات کا لحاظ رکھنا چاہیے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی اتباع اور آپ کی سنت پر عمل کرنا ہی اولی وافضل ہے[29]۔

---

[24] المزمل:۴

[25] سورۃ الإسراء

[26] سورۃ القیامہ:۱۶

[27] اسنادہ صحیح قال الالبانی صفۃ صلاۃ ص:۱۲۴

[28] رواہ الترمذی، **سنن ترمذی** ۲۹۲۷ و صحیح الالبانی:، دار الغرب الإسلامي–الطاف اینڈ سنز، کراتشی باکستان، 2009ء۔

[29] جوزی، حافظ محمد ابن قیم، **زاد المعاد**، ج:۱، ص:۳۲۷، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، ۲۰۱۸ء۔

نبی ﷺ کی ٹھہر ٹھہر کر پڑھی جانے والی چھوٹی سورت بھی غیر ترتیل سے پڑھی جانے والی طویل سورت سے طویل ہوتی تھی۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ کوئی سورہ پڑھتے تھے پس آپ اسے اس قدر ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے کہ وہ سورت اس کے مقابلے (قرآن کی دیگر)طویل سورتوں سے طویل ہو جاتی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اس سورت کو پڑھنے کی مدت اتنی لمبی ہو جاتی تھی کہ اگر اس سے طویل سورت کو غیر ترتیل سے پڑھا جائے تو اس کا پڑھنا ختم ہو جائے[30]۔

مسلمانوں پر قرآن پاک کے حقوق میں سے یہ ہے کہ اسے صحیح تلفظ اور تجوید کے ضروری قواعد کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت کریں۔ کیوں کہ اس کی سب سے پہلی نازل ہونے والی آیت اقرأ سے بھی ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ یہ کتاب سمجھنے کے ساتھ ساتھ تلاوت کے لیے بھی نازل کی گئی ہے یہی وجہ تھی کہ جب یہ شروع دور یعنی نزول کے ایام میں تلاوت ہوتی تھی تو دشمنانِ اسلام کہتے تھے :لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ[31]اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب پڑھنے لگیں تو) شور مچا دیا کرو۔ تو جو کتاب سمجھنے کے ساتھ پڑھنے کے لیے بھی نازل ہوئی ہو، پوری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی بھی جاتی ہو اور اس کی تلاوت پر اللہ تعالی کی طرف سے اجر و ثواب کا وعدہ بھی ہو تو پھر اس اجر و ثواب کے حقدار وہی لوگ ٹھہریں گے جو اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں یعنی تلاوت میں مخارج وصفات اور دیگر قواعد کے اعتبار سے ان کی ادائیگی میں درستی، پڑھنے میں ترتیل، لہجہ عربی زبان (کیوں کہ یہ عربی زبان میں نازل کی گئی ہے) نیز آواز کی خوبصورتی و عمدگی وغیرہ کی بھی رعایت رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ ہم پڑھے کچھ جارہے ہو اور وہ پڑھا کچھ جارہا ہو مثال کے طور پر ہم اردو بولتے وقت کئی حروف کے ادائیگی کے وقت کوئی تمیز نہیں کرتے ہیں جیسا کہ "فضل" جو ضاد سے لیکن ہم اسے "فزل" یعنی زا سے پڑھتے ہیں اسی طرح "مطلب" جو طا سے ہے لیکن اسے "متلب" یعنی تا سے پڑھتے ہیں اسی قبیل کی ہزاروں اور مثالیں ہیں جنھیں طوالت کے خوف سے یہاں نقل نہیں کیا جارہا۔ لیکن عربی زبان میں اس قسم کی غلطیوں کی کوئی گنجائش نہیں کیوں کہ اس قسم کی غلطیوں سے معنی بدل جاتے ہیں جیسا کہ قاف اور کاف میں اگر

30 تحفۃ الاحوذی، ج:۳، ص:۱۱

ہم تمیز نہ کریں تو پھر "قل" کا معنی جو اصل میں کہو ہے وہ کاف کی وجہ سے "کل" کھاؤ ہو جائیگا یا "قلب" کا معنی جو اصل میں دل ہے وہ کاف کی وجہ سے "کلب" کتا ہو جائیگا تو اس سے اندازہ لگالیں کہ تجوید کتنی ضروری ہے یہ تو ایسی غلطیاں ہیں کہ جن سے معنی ہی بدل جاتے ہیں ورنہ قرآنپاک کی تلاوت کے دوران مد چھوڑنے کی بھی گنجائش نہیں۔

قرآن پسِ پشت ڈالنے پر تنبیہ:

قرآن کو جن لوگوں نے پسِ پشت ڈال دیا ہو قیامت کے دن قرآن اُن کے گلے میں پڑا ہو گا اور اللہ کی بارگاہ میں شکایت کرے گا کہ اس بندے نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ اب آپ میرے اور اس کے درمیان فیصلہ فرمادیں:يَاوَيْلَتٰی لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ○ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاءَنِيْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ○ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا[32]۔ہائے شامت!کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے مجھ کو (کتاب) نصیحت کے میرے پاس آنے کے بعد بہکا دیا اور شیطان انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔ اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے معارف القرآن میں فرماتے ہیں:

"قرآن کو عملاً چھوڑ دینا بھی گناہِ عظیم ہے۔اس سے ظاہر یہ ہے کہ قرآن کو مہجور اور متروک کردینے سے مراد قرآن کا انکار ہے جو کفار ہی کا کام ہے۔ مگر بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جو مسلمان قرآن پر ایمان تو رکھتے ہیں مگر نہ اس کی تلاوت کی پابندی کرتے ہیں نہ اس پر عمل کرنے کی، وہ بھی اس حکم میں داخل ہیں ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: جس شخص نے قرآن پڑھا مگر پھر اس کو بند کرکے گھر میں معلق کردیا، نہ اس کی تلاوت کی پابندی کی، نہ اس کے احکام میں غور کیا۔ قیامت کے روز قرآن اس کے گلے میں پڑا ہوا آئے گا اور اللہ کی بارگاہ

---

32 الفرقان:۲۵۔۲۸۔۳۰

میں شکایت کرے گا کہ آپ کے اس بندے نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ اب آپ میرے اور اس کے معاملے کا فیصلہ فرمادیں[33]۔

قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر ہم اپنے آپ کو اس ضلالت سے بچاسکتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا: یہ قرآن تیرے لیے یا تجھ پر ایک حجّت ہے[34]،یعنی یہ کہ اگر تو اسے سمجھے اور اس پر عمل کرے تو تیرے لیے حجّت ہے اور یہی قرآن تجھ پر (یعنی تیرے خلاف) حجّت ہے، اس صورت میں کہ تو اسے سمجھنے کی کوشش نہ کرے اور عمل پیرا نہ ہو[35]۔

کسی بھی کام کو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیا گیا مگر قرآن پڑھنے سے پہلے بسم اللہ کے ساتھ تعوذ پڑھنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ سورۂ نحل میں ارشاد ہے: فَـاِذَا قَـرَاْتَ الْقُـرْاٰنَ فَاسْـتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ[36] پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطانِ رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شیطان کسی بھی شخص کو قرآن پڑھنے اور سیکھنے سے روکنے کا ہر ممکن حربہ استعمال کرتا ہے مگر جب ہم اللہ کا کلام شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ بھی پڑھ لیں تو شیطان کا یہ حملہ ناکام بنایا جاسکتا ہے۔ شیطان کی کوشش ہمیشہ یہ رہتی ہے کہ وہ لوگوں کو نیک کاموں سے روکے خصوصاً قرأت قرآن جیسے کام سے، جو کہ نیکیوں کا سرچشمہ ہے اسے وہ کب ٹھنڈے دل سے گوارا کرسکتا ہے۔ ضرور اس کی کوشش ہوگی کہ مومن کو اس سے باز رکھے۔ اور اس میں کامیاب نہ ہو، تو ایسی آفات میں مبتلا کردے جو قرأتِ قرآن کا حقیقی فائدہ حاصل ہونے سے مانع ہوں[37]۔

---

33 عثمانی، مفتی محمد شفی، **معارف القرآن**، جلد ۶، ص ۴۷۱، ادارۃ المعارف کراچی۔

34 القشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، ج:۲، ص:۲۰۴

35 **علوی، ابومسعود حسن**، **تدریس لغۃ القرآن**، ص ۲۸، ۱۵۔۱۶

36 النحل ۱۶:۹۸

37 عثمانی، مفتی محمد شفی، **معارف القرآن**، جلد اول، مکتبہ معارف القرآن کراچی۔

اپنے معاشرے کا جائزہ:

اب ہم اپنی نگاہیں اٹھا کر اپنے مسلم معاشرے پر غور کریں کہ ہمارے اسلامی معاشرتی نظام میں اسلام کی عطا کردہ قرآنی ترتیل اور تجوید کا تصور کس قدر موجود ہے، اور ہمارے ہاں کتنے افراد قرآنِ مجید کو ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی قرآنی تعلیم کی طرف ذرا سی نظر ڈالتے ہی ایک انتہائی دردناک حقیقت سامنے آتی ہے: ہمارے مسلم معاشرے میں تقریباً نوے فیصد مسلمان اس بنیادی قرآنی تعلیم سے بھی محروم ہیں جو ان کی نماز کی صحت کے لیے ضروری ہے (یہ کسی کی نماز کے بارے میں شرعی حکم نہیں، بلکہ صورتِ حال کا اظہار ہے)۔ نیز اکثر لوگوں کے ذہنوں میں ترتیل و تجوید کی اہمیت کا کوئی صحیح شعور تک موجود نہیں۔ بلکہ جب وہ کسی طرح قرآن پڑھنے کے قابل ہو جاتے ہیں تو یہ غلط گمان کر بیٹھتے ہیں کہ وہ صحیح طریقے سے تلاوت کر رہے ہیں، اور قرآن کو ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھنے کو صرف علماء اور ماہر قاریوں کا پیشہ ورانہ فریضہ سمجھنے لگتے ہیں۔

انہیں اس بات کا قطعی علم نہیں کہ حروف کے مخرج (ادائیگی کے مقامات) میں غلطی سے معانی بدل سکتے ہیں، اور بعض اوقات یہ تبدیلی کفر کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر بھی ایسی ناقص تعلیم دینے والے اساتذہ اپنے ذہن کے کسی کونے میں یہ سوچتے تک نہیں کہ وہ بھی اپنے رب کے حضور ایسی تعلیم کے بارے میں جواب دہ ہوں گے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا": تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ "[38] لہٰذا قرآنِ پاک کی صحیح تعلیم پر مکمل توجہ دینے کی سخت ضرورت ہے، اور تعلیم کے نام پر امت میں پھیلنے والی ناقص تعلیم کی وبا کے علاج کے لیے فوری اقدامات کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ اہلِ استطاعت اور اہلِ صلاحیت افراد اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں، ایسا نہ ہو کہ ناقص تعلیم کی وجہ سے امت کے افراد کی عبادات ضائع ہو جائیں اور ہم پر ان کی گمراہی کا بوجھ بھی آن پڑے۔

---

[38] البخاری، محمد بن اسمٰعیل، **صحیح البخاری**، باب مایلزم الامام، ج:۱۱، ص:۸۹۳۱، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ۔

موجودہ صورتِ حال کا علاج :

موجودہ حالات کا واحد علاج یہی ہے کہ ہم کتاب اللہ کی طرف پلٹ آئیں اور اس کو تجوید کے ساتھ اور سمجھ کر پڑھنا اپنے اُوپر لازم کر لیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم رسولؐ اللہ کے اس فرمان کی زد میں آجائیں جس میں رسولؐ اللہ نے بعد میں آنے والے لوگوں کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: آخری زمانے میں یا اس امت میں ایسی قوم نکلے گی کہ وہ قرآن پڑھے گی لیکن قرآن اس کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا[39]۔ اور آپ نے ان لوگوں کو شرار الخلق قرار دیا۔اسیر مالٹا مولانا محمود حسنؒ نے فرمایا مسلمانوں کی موجودہ پستی کے دو ہی سبب ہیں: ترکِ قرآن اور باہمی اختلاف۔ اور اس کا علاج صرف یہی ہے کہ قرآنی تعلیمات پر لوگوں کو جمع کیا جائے اور اس کی تعلیم عام کی جائے۔ گویا امت کے اختلاف کو ختم کرنے کا نسخہ بھی صرف قرآن ہی ہے۔

سورۂ مائدہ کی آیت ۶۸ کی تشریح کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمدؒ لکھتے ہیں:

> " اسی طرح اللہ تعالیٰ ہم سے فرماتے ہیں کہ کس منہ سے تم نماز پڑھ رہے ہو جب کہ تم نے اللہ کی کتاب کو قائم نہیں کیا۔ یعنی اے قرآن والو! تمھاری کوئی حیثیت نہیں ہے جب تک تم قرآن کو اور جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے اسے قائم نہیں کرتے[40]۔"

آج ہم قرآن سنتے اور پڑھتے ہیں لیکن یہ ہماری زندگی میں تبدیلی کا باعث نہیں بن رہا۔ رسولؐ اللہ کے زمانے میں عرب کے ان پڑھ بدّو بھی جب قرآن سنتے تو ان کے جسم کانپنے لگتے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے تھے۔ وہ اسے اپنی زندگی سے متعلق پاتے تھے اور اس پر عمل کرکے ایک نئی زندگی کا آغاز کرتے تھے۔

قرآن پر ایمان لانے کی سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ ہم واقعی قرآن پر ایمان لے آئیں۔ یہ بات عجیب معلوم ہو گی مگر حقیقت یہ ہے کہ ایمان کے دو حصے ہیں: زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ

---

39 البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**، باب من ترک قتال الخوارج، رقم: ۶۹۳۴

40 ڈاکٹر اسرار احمد، قرآنِ حکیم اور ہم، ص ۲۹

ہمیں قرآن مجید پر کامل یقین ہے لیکن ہمارا عمل اس دعوے کے خلاف ہے۔ نہ ہم اس کے الفاظ سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں، نہ اس کی تلاوت کرتے ہیں، نہ اسے سمجھنے کی جدوجہد کرتے ہیں اور نہ اس کے احکام پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اس طرح ہمارا ایمان کمزور معلوم ہوتا ہے۔ ہم زبان سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ ذوالجلال کا کلام ہے مگر یقین کی دولت سے محروم ہیں۔ اگر یہ یقین واقعی دل میں بیٹھ جاتا تو قرآن زندگی کا سرمایہ بن جاتا اور ہر حال اور ہر وقت میں ساتھ رہتا[41]۔

نتیجہ بحث:

قرآن کریم اللہ عز وجل کا کلام ہے اس کے حقوق میں ایک اہم ترین اور اولین حق یہ ہے کہ صحت الفاظی اور ضروری قواعد تجوید کی رعایت کرتے ہوئے اس کی تلاوت کی جائے۔

قرآن کریم کی تعلیم میں تجوید و ترتیل کا تصور محض رسمی ادائیگی نہیں بلکہ اللہ کے کلام کے ساتھ ایک گہرا روحانی اور فکری تعلق قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ تحقیق اس بات کی واضح عکاسی کرتی ہے کہ تجوید کے بغیر تلاوت محض الفاظ کی گردش ہے، جبکہ ترتیل کے ساتھ پڑھنا دل و دماغ کو کلامِ الٰہی کی برکتوں، معانی اور تاثیر سے ہم آہنگ کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کے طریقہ کار سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ قرآن کو اس کے صحیح مخارج، لہجے اور آداب کے ساتھ پڑھنا ہی درحقیقت اس کے حقوق کی ادائیگی ہے۔

عصر حاضر میں جہاں تیز رفتاری اور سطحیت عام ہے، وہاں تجوید و ترتیل کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ امتِ مسلمہ کو چاہیے کہ وہ قرآنی تعلیم کے معیار کو بلند کرنے، اساتذہ کو تربیت دینے اور جدید ذرائع کو بروئے کار لا کر تجوید کے علم کو عام کرنے کی سنجیدہ کوششیں کریں۔ کیونکہ صحیح تلاوت ہی وہ بنیاد ہے جو کلام پاک کی عظمت کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی روحانی، اخلاقی اور عملی برکات کو فرد و معاشرے تک پہنچا سکتی ہے۔

---

41 **قرآن مجید کے حقوق**، چلڈرن قرآن سوسائٹی، ص:۱۷، وحدت روڈ لاہور۔